انھیں ان آلہہ کے نمائندے ہونے کی حیثیت سے مانا جاتا تھا۔ اسی کی تصدیق قرآن کے بیان سے بھی ہوتی ہے اور یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ یہ لوگ اُس معنی میں دہریے نہیں تھے جس معنی میں آج کل یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

## بہانہ جوئی کے لیے روایات کے سہارے

**سوال:** میں نے اپنے بعض اعزہ اور بزرگوں کی خدمت میں فریضۂ اقامت دین کی اہمیت واضح کرنے کی کوشش شروع کر رکھی ہے۔ اس سلسلے میں میرا تبادلۂ خیال ایک ایسے رشتہ دار سے ہوا جو اصلاحی علم بھی رکھتے ہیں، اقامت دین کے فرض کی اہمیت کے بھی منکر نہیں، مگر ادائے فرض کے لیے آمادہ ہو جانے کے بجائے حیلے کے سے عذرات پیش کرتے ہیں۔ ان کے پیش نظر یہ حدیث ہے کہ:

اذا رایت شحاً مطاعاً وھوی متبعاً واعجاب کل ذی رأی برأیہ
فعلیک بخویصۃ نفسک

اس سے استدلال کر کے وہ اپنے آپ کو ادائے فرض سے بری کرتے ہیں اور اس کو اتنی وقیع اور وزنی دلیل سمجھتے ہیں کہ اس کے مقابلے میں ان کے نزدیک پورے قرآن اور سارے ذخیرۂ حدیث کی حجت بھی غیر اہم ہے۔ مثلاً میں نے حدیث شریف "من رأی منکم منکرا فلیغیرہ" الخ اور "لتاخذن ید المسیٔ" الحدیث اور "من احیا سنتی" الحدیث، اور اسی طرح آیت "کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ" الخ اور "وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّةٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ" الخ اور بالخصوص "وَاتَّقُوۡا فِتۡنَةً لَّا تُصِیۡبَنَّ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡکُمۡ" الخ سب ہی کو ان کے اطمینان کے لیے پیش کر دیا اور یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ اس حدیث کا محمل یہ نہیں ہے کہ آپ فریضۂ اقامت دین سے سبکدوش ہو گئے! آمرین بالمعروف اور ناہین عن المنکر کی تمام تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ "شحِ مطاع" اور "ہوائے متبع" ان سب زمانوں میں برسرِ عمل تھی مگر انھوں نے مایوسی کو گناہ سمجھا اور سعی کی، تو کیا العیاذ باللہ وہ غلطی کے مرتکب تھے؟ اب میں آپ سے اس حدیث کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

**جواب:** یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ کسی پوری قوم میں یا ساری کی ساری دنیا میں "شحِ مطاع"